النسخ فی القرآن (۳)

تعریف، اقسام اور منسوخ آیات

کے بارے میں مروی روایات کی اسنادی حیثیت

حافظ نذیر احمد ہاشمی ☆

نسخ کی تیسری قسم وہ ہے کہ جس میں آیت کریمہ کی تلاوت منسوخ ہوگئی ہو مگر اس کا حکم باقی ہو۔ بعض لوگوں نے اس قسم کے متعلق یہ سوال پیش کیا ہے کہ آخر حکم کے باقی رہتے ہوئے تلاوت کو رفع کرنے میں کیا حکمت تھی اور کیا باعث تھا؟ اس کا جواب علامہ زرکشی نے علامہ ابن الجوزی سے یوں نقل کیا ہے:

قال صاحب فنون الافنان فی عجائب علوم القرآن انما کان کذلک لیظھر به مقدار طاعة هذه الامة فی المسارعة الی بذل النفوس بطریق الظن من غیر استفصال لطلب طریق مقطوع به فیسرعون بایسر شیء، کما سارع الخلیل الی ذبح ولده بمنام والمنام ادنی طرق الوحی (۴۴)

''صاحب فنون الافنان نے عجائب علوم القرآن میں کہا ہے کہ اس طریقے سے امت محمدیہ کی مزید اطاعت گزاری اور فرماں برداری کا اظہار مقصود تھا اور یہ دکھانا تھا کہ کس طرح اس اُمت مرحومہ کے لوگ صرف ظن کے طریق سے بغیر اس کے کہ کسی مقطوع بہ طریق کی تفصیل طلب کریں، راہِ خدا میں بذل نفوس کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور ذرا سا اشارہ پاتے ہی (اس طرح مالی و بدنی

☆ لیکچرر عربک، قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

۴۴) البرھان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۳۷

© rasailojaraid.com

قربانی پر تیار ہو جاتے ہیں) جس طرح کہ ابراہیم خلیل اللہ نے محض خواب دیکھنے کی بناء پر اپنے بیٹے کو راہِ خدا میں ذبح کرنے پر مسارعت کی تھی' حالانکہ خواب وحی کا ادنیٰ طریق ہے''۔

اس قسم کے منسوخ کی مثالیں بکثرت ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

۱) عن ابی موسی الاشعری : انا کنا نقرء سورة کنا نشبهها فی الطول والشدة ببراءة فانسیتها غیر انی احفظ منها: لو کان لابن آدم وادیان من مال لا بتغی وادیا ثالثا ' ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب' وکنا نقرء سورة نشبهها باحدی المسبحات فانسیتها غیر انی حفظت منها : یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ فَتُکْتَبُ شَهَادَةً فِیْ اَعْنَاقِکُمْ فَتُسْأَلُوْنَ عَنْهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ(۴۵)

''ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کی ایک ایسی سورت پڑھا کرتے تھے جس کو طوالت اور شدت میں ہم سورۂ براءۃ کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔ بعد میں وہ سورت مَیں بھول گیا اور اس میں سوائے مندرجہ ذیل کلمات کے مجھے کچھ بھی یاد نہیں رہا: ''لو کان لابن آدم وادیان من مال ...... الخ''۔ (اسی طرح) ہم مسبحات کے مشابہ ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے' بعد میں وہ سورت میں بھول گیا اور اس میں سوائے مندرجہ ذیل آیات کے مجھے کچھ بھی یاد نہیں رہا:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ ......﴾ الخ''

علامہ سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں اس قسم کی منسوخ آیات کی جو مثالیں ذکر کی ہیں یہاں میں ان ہی کی ذکر کردہ مثالیں نقل کرنے پر اکتفا کروں گا۔ پہلے ان کی ذکر کردہ احادیث کا تذکرہ کروں گا اور پھر حاشیہ میں ان کے راویوں کے بارے میں ماہرینِ علم اسماء الرجال کی آراء پیش کروں گا تاکہ ان کی روشنی میں ان احادیث کی اسنادی حیثیت کا تعین ہو سکے۔ علامہ سیوطی کی بیان کردہ پہلی مثال:

قال ابوعبید حدثنا اسماعیل بن ابراهیم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال : لیقولن احدکم قد اخذت القرآن کله وما یدریه ما کله قد

۴۵) صحیح مسلم ' کتاب الزکاة' باب کراهیة الحرص علی الدنیا

© rasailojaraid.com

ذهب منه قرآن كثير ولكن ليقل قد اخذت منه ما ظهر (۴۶)

علامہ سیوطی کی بیان کردہ دوسری مثال:

حدثنا ابو عبيد حدثنا عبد الله بن صالح (۴۷) عن هشام (۴۸) بن سعيد عن زيد (۴۹) بن اسلم عن عطاء (۵۰) بن يسار عن ابی واقد الليثی قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اوحى اليه اتيناه فعلمنا مما اوحى اليه قال : فجئت ذات يوم فقال: ان الله يقول :انا انزلنا المال لاقام الصلوة وايتاء الزكوة ولو ان لابن ادم واديا لاحب ان يكون اليه الثانی ولو كان له الثانی لاحب ان يكون اليهما الثالث ولا يملا جوف

۴۶) اس حدیث کا پہلا راوی ابو عبید ہے جس کے بارے میں علامہ ذہبی نے لکھا ہے "صاحب التصانيف فثقة مشهور". ميزان الاعتدال ' ج۳' ص ۳۷۱

دوسرا راوی اسماعیل بن ابراہیم ہے۔ بقول علامہ ذہبی :الامام الحجة ...... وكان حافظاً فقيها كبيرا القدر۔ ميزان الاعتدال' ج ا' ص ۲۱۶

تیسرا راوی ایوب ہے۔قال البخاری "تركه ابن المبارك" وقال ابن معين "لا يكتب حديثه" وقال النسائی والدارقطنی "متروك" وقال الازدی "كذاب". وقال عمرو بن علی "كان اميًا لا يكتب وهو متروك الحديث ولم يكن من اهل الكذب كان كثير الغلط والوهم" وقال ابو حاتم "ضعيف الحديث واهی متروك". (تهذيب التهذيب ج۲'ص ۴۰۲)

چوتھا راوی نافع ہے۔الفقيه مولى ابن عمرؓ وقال الخليلی : نافع من ائمة التابعين بالمدينة امام فی العلم متفق عليه صحيح الرواية منهم من يقدمه على سالم ومنهم من يقارنه ولا يعرف له خطاً فی جميع مارواه . تهذيب التهذيب' ج ۱۰' ص ۴۱۴

۴۷) قال صالح بن محمد :كان ابن معين يوثقه وعندی انه كان يكذب فی الحديث وقال ابن المدينی : ضربت على حديثه وما اروی عنه شيئا وقال احمد بن صالح: متهم ليس بشیء وقال النسائی : ليس بثقة . ملخصاً من تهذيب التهذيب لابن حجر۔ دار الكتب العلميه لبنان ج۵' ص ۲۳۰

۴۸) هشام بن سعيد : وثقه احمد وكان ابن معين لا يروی عنه ...... وقال النسائی :ليس به باس ووائقه ابن سعد. ميزان الاعتدال مطبوعه' دار الكتب العلميه لبنان ج۷' ص ۸۲

۴۹) زيد بن اسلم (ثقة حجة ۔ قال عبيد الله بن عمر : ما نعلم به باسا الا انه يفسر القرآن برأيه) ميزان الاعتدال ج۳' ص ۱۴۵ و ۱۴۶

۵۰) عطاء بن يسار : قال ابن معين وابوزرعه والنسائی ثقة وقال ابن سعد كان ثقة كثير

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

ابن ادم الا التراب ويتوب اللّٰه على من تاب.

علامہ سیوطی کی بیان کردہ تیسری مثال:

قال (ابوعبيد) حدثنا حجاج [۵۱] عن حماد [۵۲] بن سلمه عن علی [۵۳] بن زيد عن ابی حرب [۵۴] بن ابی بن الاسود عن ابی موسی الاشعری قال نزلت سورة نحو براء ة ثم رفعت وحفظ منها ان الله سيؤيد هذا الدين باقوام لا خلاق لهم ولو ان لابن ادم واديين من مال لتمنی واديا ثالثا ولا يملاء جوف ابن ادم الا التراب ويتوب الله على من تاب.

علامہ سیوطی کی بیان کردہ چوتھی مثال:

© rasailojaraid.com

وقال (ابوعبيد) حدثنا اسماعيل [۵۵] بن جعفر عن المبارک [۵۶] بن

الحديث۔ تهذيب التهذيب لابن حجر مطبوعه دار الكتب العلمية لبنان ج۷، ص ۱۸۹

۵۱) حجاج: قال علی بن المدینی والنسائی ثقة۔ قال ابن سعد كان ثقة صدوقا ان شاء اللّٰه وقد وثقه ايضاً مسلم والعجلی وابن قانع ومسلم بن قاسم وذكره ابن حبان فی الثقات. تهذيب التهذيب لابن حجر ج۲، ص ۲۰۵

۵۲) حماد بن سلمه: قال الساجی :كان حافظا ثقة ماموناً وقال ابن سعد :كان ثقةً كثير الحديث وقال العجلی : ثقة رجل صالح حسن الحديث ان النسائی سئل عنه فقال ثقة، تهذيب التهذيب ج۳، ص ۱۵

۵۳) علی بن زيد: قال صالح بن احمد عن ابيه ليس بالقوی، وقال معاوية بن صالح عن يحيى ضعيف، وفی رواية الدوری ليس بحجة، وقال مرّة ليس بشیء، تهذيب التهذيب، ج۷، ص ۳۲۲

۵۴) ابی حرب بن ابی بن الاسود: ذكره ابن سعد فی الطبقة الثانية من قراء اهل البصرة وقال كان معروفاً وله احاديث وذكوه ابن حبان فی الثقات، وقال ابن عبد البر ثقة، تهذيب التهذيب ج۱۲، ص ۷۰

۵۵) (اسماعيل بن جعفر) قال احمد وابوزرعه والنسائی :ثقة وقال ابن معين: ثقة، تهذيب التهذيب، ج۱، ص ۲۸۷

۵۶) المبارک بن فضيله: مبارک بن فضیلہ کی توثیق وتضعیف میں محدثین کی آراء مختلف ہیں۔

(اگلے صفحہ پر)

© rasailojaraid.com

فضیلة عن عاصم(۵۷) بن ابی النجور عن زرّ(۵۸) زید بن حبیش قال لی ابی بن کعب کاین تعد سورة الاحزاب؟ قلت اثنین وسبعین آیة او ثلاثة وسبعین آیة قال ان کانت لتعدل سورة البقرة وان کنا لنقرء فیها آیة الرجم قلت وما آیة الرجم؟ قال "اِذَا زنٰی الشَّیُخُ وَالشَّیُخَةُ فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ نَکَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ".

علامہ سیوطی کی بیان کردہ پانچویں مثال:

قال حدثنا عبد الله(۵۹) بن صالح عن اللیث (۶۰) عن خالد (۶۱) بن یزید عن سعید (۶۲) بن هلال عن مروان (۶۳) بن عثمان عن ابی امامة

قال عبد الله بن احمد : سالت ابن معین عن المبارک فقال : ضعیف الحدیث. وقال ابن ابی خیثمة عن ابن معین: ثقة. وقال ابو زرعة : بدلس کثیرا فاذا قال حدثنا فهو ثقة وقال النسائی : ضعیف . وذکره ابن حبان فی الثقات وکان عسفان یرفعه ویوثقه . تهذیب التهذیب ج۱۰، ص ۳۰

۵۷) عاصم بن ابی النجود: قال یحیی القطان : ما وجدت رجلا اسمه عاصم الاوجدته ردی الحفظ. وقال النسائی : لیس بحافظ. وقال الدارقطنی : فی حفظ عاصم شی ء وقال ابوحاتم : محله الصدق وقال ابن خراش ' فی حدیثه نکرة قلتُ هو حسن الحدیث. وقال احمد وابوزرعة : ثقة خرج له الشیخان لکن مقروناً بغیره لا اصلا وانفراداً میزان الاعتدال للذهبی (مطبوعه دار الکتب العلمیة' ج۴' ص ۱۴

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: قال ابن سعید : کان ثقة الا انه کان کثیرا لخطاء فی حدیثه وقال عبد الله بن احمد عن ابیه: کان رجلا صالحا قارئا للقرآن واهل الکوفة یختارون قراءته وانا اختارها وکان خیرا ثقة ...... وقال ابن معین : لا باس به. وقال العجلی: صاحب سنة وقراءة وکان ثقة رأسا فی القراءة ...... وقال یعقوب بن سفیان: فی حدیثه اضطراب وهو ثقه ...... قال ابوزرعة : ثقة وقال ابن علیة :کل من اسم عاصم سییء الحفظ . وقال النسائی: لیس به باس وقال العقیلی :لم یکن فیه الا سوء الحفظ. وقال الدارقطنی : فی حفظه شی ء. تهذیب التهذیب 'ج۵' ص ۳۷

۵۸) زر بن حبیش: قال ابن معین :ثقة' وقال ابن سعد :کان ثقة کثیرا لحدیث' تهذیب التهذیب' ج۳' ص ۳۲۱

۵۹) عبد الله بن صالح' تقدم ذکره

(دیکھئے اگلے صفحہ پر)

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

بن سهل ان خالته(٦٤) قالت لقد اقرء نا رسول الله صلى الله عليه وسلم آية الرجم "الشيخ والشيخة فارجموهما بما قضيا من اللذة".

آیاتِ منسوخہ کی تیسری قسم منسوخ التلاوۃ دون الحکم آیات کے بارے میں بطور امثلہ علامہ سیوطی کی پیش کردہ روایات اوران کی اسنادی حیثیت کے بارے میں جرح و تعدیل کے ماہرین کی آراء آپ نے ملاحظہ فرمائیں جن سے معلوم ہوا کہ آیاتِ منسوخہ کی اس قسم کے بارے میں ان کی پیش کردہ روایات کا وہ مقام نہیں ہے کہ ان کی بنیاد پر قرآن مجید کی کسی آیت کا ثبوت کیا جا سکے' کیونکہ ایک طرف تو وہ اخبار احاد ہیں جن سے زیادہ سے زیادہ ظن غالب کا ثبوت ہوتا ہے' اور ظاہر ہے کہ جن احادیث سے ظن غالب کا ثبوت ہو اُن کو قرآن مجید کی آیات (قطعی الثبوت' قطعی الدلالۃ) کے اثبات کے لئے بنیاد کیونکر بنایا جا سکتا ہے۔

دوسری طرف ان کی پیش کردہ تقریباً ہر روایت کے سلسلہ سند میں کوئی نہ کوئی ضعیف راوی بھی موجود ہے۔ لہٰذا میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ علامہ سیوطی کی پیش کردہ روایات کی بنیاد پر قرآن مجید کی آیات کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔

(وضاحت) علامہ موصوف کی پیش کردہ روایات میں کچھ روایات کا تعلق

---

٦٠) الليث : ليث بن سعد احد الاعلام والائمة الاثبات ثقة حجة بلا نزاع ميزان الاعتدال' ج٣' ص ٤٢٦

٦١) خالد بن يزيد : قال ابوزرعة والنسائي :ثقة وقال ابوحاتم: لا باس به وذكره ابن حبان في الثقات وقال العجلي: ثقة وقال يعقوب بن سفيان مصرى: ثقة. تهذيب التهذيب' ج٣' ص ١٢٩ -

٦٢) سعيد بن ابى هلال : قال ابو حاتم :لا باس به . قال بن سعد :ثقة ان شاء الله تعالى وقال الساجي :صدوق . وقال العجلي : ثقة ووثقه ابن خزيمة والدارقطني والبيهقي والخطيب وابن عبد البر وغيرهم' تهذيب التهذيب' ج٤' ص ٩٥

٦٣) مروان بن عثمان : قال ابو حاتم :ضعيف. وذكره ابن حبان في الثقات' تهذيب التهذيب' ج١٠' ص ٩٥

٦٤) خالته مجہول ہے۔

© rasailojaraid.co

سزائے رجم سے بھی ہے۔ اس سلسلے میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ زانی محصن اور زانیہ محصنہ کے لئے جہاں تک سزائے رجم کا تعلق ہے تو میں اس کا قائل ہوں' کیونکہ رجم کا ثبوت احادیث متواترہ سے ہے۔ چنانچہ نو صحابہ کرام کی روایات تو صرف صحیح بخاری میں موجود ہیں' یعنی حضرت علی' حضرت عمر' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبد اللہ بن عمر' حضرت ابو ہریرہ' ام المؤمنین حضرت عائشہ' حضرت جابر' حضرت زید بن خالد جہنی اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (۶۵)

صحیح مسلم میں ان صحابہ کرام کے علاوہ درج ذیل چھ صحابہ سے احادیث رجم مروی ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت' حضرت براء بن عازب' حضرت بریدہ' حضرت جابر بن سمرہ' حضرت ابوسعید خدری اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہم۔ (۶۶)

© rasailojaraid.com

صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں مزید درج ذیل صحابہ کرام سے یہ روایات مروی ہیں۔ حضرت وائل بن حجر' ابی بن کعب' زید بن ثابت' عبداللہ بن مسعود' انس بن مالک' عبداللہ بن حارث' سہل بن سعد' قبیصہ بن حریث' ابو برزہ اسلمی' ابوبکر صدیق' ابوذر' ابوبکرہ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم (۶۷)

احادیث رجم چونکہ متواتر ہیں لہٰذا ان سے آیت جلد کی تخصیص کی جا سکتی ہے۔ البتہ مجھے اس بات کے تسلیم کرنے میں تامل ہے کہ رجم کا ثبوت قرآن مجید سے کیا جائے اور اس کے لئے بطور دلیل ''الشیخ والشیخة ......'' کی آیت بیان کر کے اس کی تلاوت منسوخ اور حکم باقی رکھنے کا قول کیا جائے۔ اگر رجم کا ثبوت قرآن مجید سے نہیں ہے تو پھر ان صحیح روایات کا مفہوم کیا ہے کہ جن سے صراحتاً یا ضمناً ''الشیخ والشیخة ......'' کے آیت قرآن ہونے کا ثبوت ہے۔ لہٰذا پہلے میں وہ صحیح روایات نقل کروں گا اور پھر ان کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کروں گا۔

---

۶۵) صحیح بخاری' ج۴' ص ۱۰۰۶ تا ۱۰۱۱

۶۶) صحیح مسلم' کتاب الحدود' باب حد الزانی

۶۷) الفتح الربانی' ج۱۶' ص ۵۸ تا ۱۰۰' مجمع الزوائد ج۶' سنن بیهقی' ج۸

© rasailojaraid.com

اس سلسلے کی پہلی حدیث:

"عن ابی هریرة وزید بن خالد قالا كنا عند النبی صلی الله علیه وسلم فقام رجل فقال انشدک الا قضیت بیننا بکتاب الله فقام خصمه وكان افقه منه فقال اقض بیننا بکتاب الله وائذن لی قال قل قال ان ابنی كان عسیفا علی هذا فزنی بامرء ته فافتدیت منه بمائة شاة و خادم ثم سالت رجالا من اهل العلم فاخبرونی ان علی ابنی جلد مائة وتغریب عام وعلی امرء ته الرجم فقال النبی صلی الله علیه وسلم لاقضین بینکما بکتاب الله المائة الشاة والخادم رد علیک وعلی ابنک جلد مائة وتغریب عام واغد یا انیس علی امرء ة هذا فان اعترفت فارجمها فغدا علیها فاعترفت فرجمها"(۶۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو سو کوڑے لگانے اور دوسرے کو سنگسار کرنے کی سزا دی اور دونوں سزاؤں کو قضاء بکتاب اللہ فرمایا' حالانکہ آیت سورۃ النور میں صرف کوڑوں کی سزا کا ذکر ہے' سنگساری کی سزا مذکور نہیں۔ تو ضمناً معلوم ہوا کہ سنگساری کی سزا پر مشتمل کوئی آیت کریمہ قرآن مجید میں موجود تھی جس کی تلاوت بعد میں منسوخ ہوگئی۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دونوں سزاؤں کو قضاء بکتاب اللہ فرمانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوڑوں کی سزا کی طرح سزائے رجم پر مشتمل کوئی آیت کریمہ قرآن مجید میں موجود تھی جو بعد میں منسوخ التلاوۃ ہوگئی' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ؐ کو جو اس آیت (جلد) کی مکمل تفسیر و تشریح اور تفصیلی حکم جو بذریعہ وحی اللہ عزوجل نے بتلا دیا تھا وہ سارا کتاب اللہ ہی کے حکم میں ہے گو اس میں سے بعض حصہ کتاب اللہ میں مذکور اور متلو نہیں۔(۶۹)

دوسری حدیث:

---

۶۸) صحیح البخاری' باب الاعتراف بالزنا

۶۹) معارف القرآن' جلد ششم' زیر آیت الزانیة والزانی

© rasailojaraid.com

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت فاروقِ اعظمؓ کا خطبہ بروایت ابن عباس مذکور ہے۔ صحیح مسلم کے الفاظ درج ذیل ہیں:

قال عمر بن الخطاب وهو جالس على المنبر ان الله بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق وانزل عليه الكتاب فكان مما انزل الله عليه آية الرجم قرأناها ووعيناها وعقلناها فرجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمنا بعده فاخشى ان طال بالناس زمان ان يقول قائل ما نجد الرجم في كتاب الله تعالى فيضلوا بترك فريضة انزلها الله وان الرجم في كتاب الله حق على من زنا اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البينة او كان الحبل او الاعتراف[۷۰]

"حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا' جبکہ وہ منبر پر تشریف فرما تھے' کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا اور آپؐ پر کتاب نازل فرمائی' تو جو کچھ کتاب اللہ میں آپ پر نازل ہوا اس میں آیت رجم بھی ہے جس کو ہم نے پڑھا' یاد کیا اور سمجھا' پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد رجم کیا اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ زمانہ گزرنے پر کوئی یوں نہ کہنے لگے کہ ہم رجم کا حکم کتاب اللہ میں نہیں پاتے تو وہ ایک دینی فریضہ چھوڑنے سے گمراہ ہو جائیں گے جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ اور سمجھ لو کہ رجم کا حکم کتاب اللہ میں حق ہے اس شخص پر جو مَردوں اور عورتوں میں سے محصن ہو جبکہ اس کے زنا کرنے پر شرعی شہادت قائم ہو جائے یا حمل اور اعتراف پایا جائے۔"

یہ روایت صحیح بخاری میں زیادہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ جبکہ نسائی میں اس روایت کے بعض الفاظ یہ ہیں:

انا لا نجد من الرجم بدا فانه حد من حدود الله الا وان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد رجم ورجمنا بعده ولو لا ان يقول قائلون ان عمر زاد في كتاب الله ماليس فيه لكتبت في ناحية المصحف.

"زنا کی سزا میں ہم شرعی حیثیت سے رجم کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ وہ اللہ کی

---

۷۰) صحیح مسلم' کتاب الحدود' باب حد الزنا

© rasailojaraid.co

حدود میں سے ایک حد ہے۔ خوب سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رجم کیا اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد رجم کیا۔ اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ کہنے والے کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھا دیا تو میں قرآن کے کسی گوشے میں بھی اس کو لکھ دیتا''۔

حضرت فاروق اعظم کے اس خطبے سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ رجم کے حکم کی کوئی مستقل آیت ہے جو سورۃ النور کی اس آیت (آیت جلد) کے علاوہ ہے' مگر صحیحین اور نسائی کی مذکورہ بالا روایت میں انہوں نے اس کے الفاظ نہیں بتلائے کہ کیا تھے' اور نہ یہ فرمایا کہ اگر وہ اس آیت نور کے علاوہ کوئی مستقل آیت ہے تو قرآن میں کیوں نہیں اور کیوں اس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ صرف اتنا فرمایا کہ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھ پر کتاب اللہ میں زیادتی کا الزام لگائیں گے تو میں اس آیت کو قرآن کے حاشیہ پر لکھ دیتا۔

© rasailojaraid.c

ان روایات پر مفتی محمد شفیع صاحب کا تبصرہ نقل کرنے سے پیشتر میں حضرت عمرؓ کے مذکورہ خطبے کے بارے میں موطا امام مالک کی روایت نقل کروں گا جس میں حضرت عمرؓ نے صراحتاً اس آیت رجم کے الفاظ بھی بتلائے ہیں۔

..... ثم قال ایاکم ان تھلکوا عن آیة الرجم ان یقول قائل لا نجد حدین فی کتاب اللہ فقد رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا والذی نفسی بیدہ لو لا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبتھا ''الشیخ و الشیخة اذا زنیا فارجموھما البتة''(۱۷)

''پھر انہوں نے کہا کہ آیت رجم سے (اعراض کر کے) ہلاکت میں نہ پڑنا کہ مبادا کوئی کہے کہ دو حد ہمیں کتاب اللہ میں نہیں ملتے۔ سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی رجم کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا تو میں اس کو لکھ دیتا'' الشیخ و الشیخة اذا زنیا

۱۷) موطا امام مالک' کتاب الحدود' باب ما جاء فی الرجم

© rasailojaraid.c

فارجموھما‘‘

مفتی محمد شفیع صاحب حضرت عمر فاروقؓ کے اس خطبہ کے متعلق لکھتے ہیں:

’’اس روایت میں یہ بات قابل غور ہے کہ اگر وہ واقعی قرآن کی کوئی آیت ہے اور دوسری آیات کی طرح اس کی تلاوت واجب ہے تو فاروق اعظم نے لوگوں کی بدگوئی کے خوف سے اس کو کیسے چھوڑ دیا جبکہ ان کی شدت فی امر اللہ مشہور و معروف ہے؟ پھر صحیحین اور نسائی کی روایت میں تو انہوں نے یہ فرمایا کہ ’’میں اس کو قرآن کے حاشیہ پر لکھ دیتا‘‘ یہ نہیں فرمایا کہ میں اس آیت کو قرآن میں داخل کر دیتا۔‘‘ انتھی

مؤطا کی روایت میں اگرچہ اس آیت کے بارے میں قرآن کے حاشیہ پر نہیں بلکہ اس کے قرآن مجید میں لکھنے کا انہوں نے فرمایا تھا‘ لیکن آخر سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عمرؓ جیسا جری اور شدید فی امر اللہ (بجوائے حدیث نبوی: وَاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ ’’شخص محض لوگوں کی بدگوئی سے قرآن مجید میں اس آیت کے اندراج سے کیسے رک گیا۔ (مضمون نگار)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

’’یہ سب امور اس کے قرائن ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے سورۃ النور کی آیت جلد کی جو تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی جس میں آپ نے سو کوڑے لگانے کے حکم کو غیر شادی شدہ مرد و عورت کے ساتھ مخصوص فرمایا اور شادی شدہ کے لئے رجم کا حکم دیا‘ اس مجموعی تفسیر کو اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعامل کو کتاب اللہ اور آیت کتاب اللہ سے تعبیر فرمایا‘ اس معنی میں کہ آپ کی یہ تفسیر و تفصیل بحکم کتاب اللہ ہے‘ وہ کوئی مستقل آیت نہیں‘ ورنہ حضرت فاروقِ اعظم کو کوئی طاقت اس سے نہ روک سکتی کہ قرآن کی جو آیت رہ گئی اس کو اس کی جگہ لکھ دیں۔ حاشیہ پر لکھنے کا جو ارادہ ظاہر فرمایا تھا وہ بھی اسی کی دلیل ہے کہ درحقیقت وہ کوئی مستقل آیت نہیں بلکہ آیت سورۃ النور کی تشریح میں کچھ تفصیلات ہیں۔ اور بعض روایات میں جو اس جگہ ایک مستقل آیت کے الفاظ مذکور ہیں وہ اسناد و ثبوت کے اعتبار سے اس درجہ میں نہیں کہ اس کی بناء پر قرآن میں اس کا اضافہ کیا جا سکے۔ حضرات فقہاء نے جو اس کو منسوخ التلاوۃ

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

دون الحکم ہی مثال میں پیش کیا ہے وہ مثال ہی کی حیثیت میں ہے' اس سے
درحقیقت اس کا آیت قرآن ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سورۃ النور کی آیت مذکورہ میں جو زانیہ اور زانی کی سزا سو کوڑے لگانا مذکور ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی مکمل تشریح وتصریح کی بنا پر غیر شادی شدہ لوگوں کے لئے مخصوص ہے اور شادی شدہ کی سزا رجم ہے۔ یہ تفصیل اگرچہ الفاظِ آیت میں مذکور نہیں مگر جس ذاتِ اقدس پر یہ آیت نازل ہوئی خود ان کی طرف سے ناقابل التباس وضاحت کے ساتھ یہ تفصیل مذکور ہے۔ اور صرف زبانی تعلیم وارشاد ہی نہیں بلکہ متعدد بار اس تفصیل پر عمل بھی صحابہ کرام کے مجمع کے سامنے ثابت ہے اور یہ ثبوت ہم تک تواتر کے ذریعے پہنچا ہوا ہے۔ اس لئے شادی شدہ مرد وعورت پر سزائے رجم کا حکم درحقیقت کتاب اللہ ہی کا حکم اور اسی کی طرح قطعی اور یقینی ہے۔ اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ سزائے رجم کتاب اللہ کا حکم ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ سزائے رجم سنت متواترہ سے قطعی الثبوت ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ سے یہی الفاظ منقول ہیں کہ رجم کا حکم سنت سے ثابت ہے اور حاصل دونوں کا ایک ہی ہے۔ (۷۲)

---

۷۲) معارف القرآن' جلد ششم' سورۂ نور' زیر آیت جلد

© rasailojaraid.com